از عدالتِ عظمیٰ[1]

تاریخ فیصلہ: 28 مارچ، 1995

گلاب چند

بنام

ریاست مدھیہ پردیش

[جی این رے اور فیزان الدین، جسٹس صاحبان]

تعزیرات ہند، 1860:

دفعات 302، 394، 397- قتل اور ڈکیتی-ملزم-کی گرفتاری-ملزم کے گھر سے متوفی کے سامان کی بازیابی-ملزم اتنا امیر نہیں ہے کہ اس کے پاس زیورات ہوں- قتلِ عمد کے اگلے دن ملزم کے ذریعے زیورات کی فوری فروخت- قتل اور ڈکیتی ایک ہی لین دین کے لازمی حصے تھے-اویڈنس ایکٹ 1872 کی دفعہ 114(a) کے تحت مفروضہ قابل اطلاق قرار دیا گیا-عدالت عالیہ کی طرف سے سزا کو درست قرار دیا گیا۔

انڈین اویڈنس ایکٹ، 1872:

دفعہ 114-مثال (a)-چوری شدہ سامان کا قبضہ-جرم کا مفروضہ-کا اطلاق۔

اپیل کنندہ پر دیگر شریک ملزموں کے ساتھ تعزیرات ہند کی دفعات 120-B، 302، 394 اور 397 کے تحت مقدمہ چلایا گیا، یعنی مجرمانہ سازش میں داخل ہونے اور اس کے مطابق اس کے زیورات کی ڈکیتی کرتے ہوئے کے کے قتلِ عمد کا ارتکاب کرنے کے لیے۔ٹرائل کورٹ (i) نے دفعہ 120-B کے تحت تمام ملزموں کو بری کر دیا: (ii) اپیل گزاروں کو دفعہ 302، 394 اور 397 کے تحت بری کر دیا لیکن انہیں دفعہ 380 کے تحت مجرم قرار دیا۔ریاست نے عدالت عالیہ کے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.14 13:52
I attest to the accuracy and
integrity of this document

سامنے اپیلوں کو ترجیح دی جس نے (i) ملزم افراد کو بری کرنے کے خلاف اپیل کو خارج کر دیا: اور (ii) اپیل کنندہ کو دفعہ 302، 394 اور 397 کے تحت مجرم قرار دیا اور اسے دفعہ 302 کے تحت عمر قید اور دیگر جرائم کے سلسلے میں سات سال کی سزا سنائی۔ شواہد سے یہ ثابت ہوا کہ (i) اپیل کنندہ کی گرفتاری کے فوراً بعد متوفی سے تعلق رکھنے والی اشیاء پولیس نے اپیل کنندہ کے گھر سے برآمد کیں: (ii) قتلِ عمد کے اگلے دن اپیل کنندہ نے کچھ زیورات گواہ استغاثہ 12 کو فروخت کر دیے۔

اپنی اثباتِ جُرم اور سزا کے خلاف اپیل گزار نے اس عدالت کے سامنے اپیل کو ترجیح دی جس میں کہا گیا کہ چوری شدہ اشیاء کا قبضہ اس نتیجے کی ضمانت نہیں دیتا ہے کہ اس طرح کے چوری شدہ اشیاء صرف ڈکیتی اور قتل کا ارتکاب کر کے حاصل کیے گئے تھے: چوری شدہ اشیاء کے قبضے کے لیے، تعزیرات ہند کی دفعہ 302، 394 اور 397 کے تحت کوئی سزا نہیں دی جا سکتی۔

اپیل کو خارج کرتے ہوئے، یہ عدالت

قرار پایا گیا کہ: 1. یہ سچ ہے کہ صرف چوری شدہ اشیاء کی بازیابی پر، اس بات کا کوئی نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا کہ چوری شدہ اشیاء کا قبضہ رکھنے والا شخص قتلِ عمد اور ڈکیتی کے جرم کا مجرم ہے۔ لیکن مذکورہ بالا جرائم کے لیے قصوروار ہونے کا انحصار مقدمے کے حقائق اور حالات اور پیش کردہ شواہد کی نوعیت پر ہوگا۔ فوری معاملے میں، یہ ثابت ہوا ہے کہ قتلِ عمد کے فوراً اگلے دن، اپیل کنندہ نے متوفی سے تعلق رکھنے والے کچھ زیورات فروخت کر دیے اور 3 سے 4 دن کے اندر ملزم کے کہنے پر اس کے گھر سے مذکورہ چوری شدہ اشیاء کی بازیابی کر لی گئی۔ بازیابی کی اس طرح کی قربت کو موجودہ کیس کا فیصلہ کرنے میں نظر انداز نہیں کیا جانا چاہئے۔

2. عدالت عالیہ کی طرف سے یہ درست فیصلہ دیا گیا ہے کہ ملزم مذکورہ زیورات رکھنے کے لیے اتنا امیر نہیں تھا اور اس معاملے میں پیش کیے گئے شواہد کی نوعیت اور اس کے قبضے سے مذکورہ اشیاء کی بازیابی اور اس کے زیورات سے نمٹنے سے قتلِ عمد اور ڈکیتی کے فوراً بعد متوفی کے خلاف مذکورہ جرم کے ارتکاب کا معقول اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اس دعوے کے علاوہ کہ زیورات ملزم کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے جس کا دعوی درست ہے کہ انہیں پھینک دیا گیا ہے، ملزم کی طرف سے قتلِ عمد کے فوراً بعد مذکورہ زیورات کے جائز قبضے کی کوئی معقول وضاحت نہیں دی گئی ہے۔ اس معاملے کے حقائق میں قتلِ عمد اور ڈکیتی ایک ہی لین دین کے لازمی حصے ثابت ہوئے ہیں اور اس لیے دفعہ 114 ایویڈنس ایکٹ کی مثال (a) کے تحت یہ مفروضہ پیدا ہوتا ہے کہ اپیل کنندہ نے نہ صرف متوفی کا قتلِ

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.14 13:52
I attest to the accuracy and
integrity of this document

عمد کیا بلکہ اس کے زیورات کی ڈکیتی بھی کی۔اس لیے عدالت عالیہ کے متنازعہ فیصلے میں مداخلت کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

سنتھان کرشنن بنام ریاست راجستھان، اے آئی آر (1956) ایس سی 54، قابل اطلاق قرار دیا گیا۔

تلسی رام بنام ریاست، اے آئی آر (1954) ایس سی 1 اور ایرابھاراپا بنام ریاست کرناٹک، [1983]2ایس سی سی330، پر انحصار کیا۔

اپیلیٹ فوجداری کا دائرہ اختیار: فوجداری اپیل نمبر140 اور140 اے، سال1984۔

فوجداری اپیل نمبر327 اور326، سال1980 میں مدھیہ پردیش عدالت عالیہ کے 29.11.83 کے فیصلے اور حکم سے۔

امتیاز احمد، اے سی اپیل کنندہ کے لیے

جواب دہندہ کے لیے عمانا تھ سنگھ۔

عدالت کا مندرجہ ذیل حکم سنایا گیا:

یہ اپیل فوجداری اپیل326اور327، سال1980 میں جبل پور میں مدھیہ پردیش عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ کے 29 نومبر 1985 کے فیصلے کے خلاف ہدایت کی گئی ہے۔فوجداری اپیل نمبر 326/80 کو ریاست مدھیہ پردیش نے ملزم گلاب چند اور 7 دیگر ملزموں کے خلاف پیش کیا۔فوجداری اپیل نمبر 327/80 کو ریاست مدھیہ پردیش نے گلاب چند اور درگا کے خلاف ترجیح دی تھی۔یہ کہا جا سکتا ہے کہ دونوں اپیلوں کو 7 دسمبر 1979 کے فیصلے کے خلاف ترجیح دی گئی تھی جو سیشن ٹرائل نمبر 147/79 میں فاضل سیشن جج، جبل پور نے منظور کیا تھا۔مذکورہ سیشن ٹرائل میں گلاب چند پر ملزم نمبر 1 اور درگا پر ملزم نمبر 3 تھا۔گلاب چند، درگا اور دیگر چھ افراد پر تعزیرات ہند کی دفعہ B-120 کے تحت 23 اپریل 1979 کو یا اس کے قریب بھکارواڑہ گاؤں میں کپوریابائی کے قتلِ عمد اور اس کے زیورات کی ڈکیتی کے لیے مجرمانہ سازش میں ملوث ہونے کا الزام عائد کیا گیا۔ملزم گلاب چند، درگا اور پارسو پر اپریل 1979 کی درمیانی رات کو ڈکیتی کے ارتکاب میں کپوریابائی کے قتلِ عمد کا ارتکاب کرنے کے الزام میں تعزیرات ہند کی دفعہ 302، 394 اور 397 کے تحت مقدمہ درج کیا گیا۔تاہم فاضل سیشن جج نے مذکورہ بالا تمام افراد کو تعزیرات ہند کی دفعہ B-120 کے تحت

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.14 13:52
I attest to the accuracy and
integrity of this document

بری کر دیا اور ملزم گلاب چند اور پارسو کو بھی تعزیرات ہند کی دفعہ 302، 394 اور 397 کے تحت قابل سزا جرائم سے بری کر دیا گیا۔ لیکن ٹرائل کورٹ نے گلاب چند اور درگا کو تعزیرات ہند کی دفعہ 380 کے تحت قابل سزا جرم کا مجرم قرار دیا اور انہیں 3 سال کی قید بامشقت سزا سنائی گئی۔

جیسا کہ مذکورہ بالا، ریاست مدھیہ پردیش نے مدھیہ پردیش عدالت عالیہ کے سامنے مذکورہ اپیلوں کو ترجیح دی اور مدھیہ پردیش عدالت عالیہ کے متنازعہ فیصلے کے ذریعے مذکورہ اپیلوں کو جزوی طور پر منظور کر لیا اور ملزم گلاب چند کو تعزیرات ہند کی دفعہ 302، 394 اور 397 کے تحت مجرم قرار دیا اور اسے دفعہ 302 کے تحت عمر قید اور دیگر جرائم کے لیے 7 سال کی قید بامشقت سزا سنائی۔ یہ ہدایت کی گئی تھی کہ دونوں سزائیں بیک وقت چلیں گی۔ جہاں تک ملزم درگا کا تعلق ہے، تعزیرات ہند کی دفعہ 380 کے تحت اس کی اثباتِ جُرم کو کالعدم قرار دے دیا گیا اور اسے تعزیرات ہند کی دفعہ 411 کے تحت مجرم قرار دیا گیا۔ لیکن 3 سال کی قید بامشقت سزا کو 2,000 روپے کے جرمانے کے ساتھ برقرار رکھا گیا، کوتاہی کی صورت میں 9 ماہ کی مزید قید کا سامنا کرنا پڑا۔ تعزیرات ہند کی دفعہ 120B کے تحت بری کیے جانے کے خلاف ریاست کی طرف سے دیگر تمام ملزموں کے خلاف اپیل کو عدالت عالیہ نے خارج کر دیا تھا اور پارسو اور درگا کو بری کیے جانے کے خلاف اپیل کو بھی خارج کر دیا گیا تھا۔ عدالت عالیہ کی طرف سے منظور کردہ اثباتِ جُرم اور سزا کے حکم کے خلاف، ملزم نمبر 1 گلاب چند نے فوری اپیل نمبر 140-84140/A کو ترجیح دی ہے۔

اپیل کنندہ گلاب چند کے لیے عدالتی معاون کے طور پر پیش ہوئے فاضل وکیل مسٹر امتیاز احمد نے کہا ہے کہ گلاب چند کے ذریعے قتلِ عمد اور بے حیائی کے جرم کو ثابت کرنے کے لیے کوئی قابل اعتبار ثبوت نہیں ہے جس کے لیے تعزیرات ہند کی دفعہ 302، 392 اور 397 کے تحت ان کی اثباتِ جُرم کی ضمانت دی گئی ہے۔ کسی قابل اعتماد ثبوت کی عدم موجودگی میں، فاضل سیشن جج نے اپیل کنندہ کو تعزیرات ہند کی دفعہ 302، 394 اور 397 کے تحت الزام سے بری کر دیا تھا۔ اس نے پیش کیا ہے کہ اپیل کنندہ کا معاملہ یہ تھا کہ جو زیورات اس کے قبضے سے یا دکان سے برآمد کیے گئے تھے، وہ اس کے اور اس کے خاندان کے افراد کے تھے۔ بدقسمتی سے، اس طرح کے کیس کو نہ تو معزز ٹرائل کورٹ نے قبول کیا ہے اور نہ ہی عدالت عالیہ نے۔ لیکن اس طرح کے زیورات کے قبضے کے لیے، چوری ہونے پر بھی، تعزیرات ہند کی دفعہ 320، 394 اور 397 کے تحت کوئی اثباتِ جُرم نہیں دی جا سکتی۔ فاضل سیشن جج نے اپیل کنندہ کو تعزیرات ہند کی دفعہ 380 کے تحت سزا سنانے میں مکمل طور پر جائز قرار دیا تھا اور فاضل سیشن جج کے معقول فیصلے میں مداخلت کرنے کا کوئی موقع نہیں تھا۔ اپیل

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.14 13:52
I attest to the accuracy and integrity of this document

کنندہ کے فاضل وکیل نے یہ بھی پیش کیا ہے کہ قابل اعتماد شواہد پیش کرکے ڈاکوؤں کی ڈکیتی یا متوفی کے قتل کا کوئی مقصد قائم نہیں کیا گیا ہے۔ عدالت عالیہ کی طرف سے دیا گیا فیصلہ معقول شک سے بالاتر ثابت شدہ حقائق سے زیادہ قیاس آرائیوں پر مبنی ہے۔ یہ پیش کیا گیا ہے کہ قرینی شہادت کی وجہ سے اثباتِ جُرم کے معاملے میں، ثبوت بہت واضح اور مخصوص ہونا چاہیے تاکہ ملزم کی پیچیدگی کو جواز پیش کرنے والے واقعات کا پورا سلسلہ اس حد تک واضح طور پر قائم ہو کہ ملزم کے جرم کے بارے میں ناقابل تلافی نتیجہ محفوظ طریقے سے نکالا جا سکے۔ معروف اپیل کنندہ نے پیش کیا ہے کہ چوری شدہ اشیاء کا قبضہ اس نتیجے کی ضمانت نہیں دیتا ہے کہ اس طرح کی چوری شدہ اشیاء صرف ڈکیتی اور قتلِ عمد کا ارتکاب کرکے حاصل کی گئیں، جیسا کہ استغاثہ نے الزام لگایا ہے۔ اس لیے اس نے عرض کیا ہے کہ جہاں تک اپیل کنندہ کا تعلق ہے، انصاف کی سنگین غلطی ہوئی ہے اور اس اپیل کی اجازت دی جانی چاہیے اور اپیل کنندہ کے خلاف منظور کیے گئے اثباتِ جُرم کے متنازعہ حکم کو کالعدم قرار دیا جانا چاہیے۔

ہم نے فاضل سیشن جج اور ہائی کورٹ کے فیصلے پر غور کیا ہے اور ہمیں اس معاملے میں پیش کیے گئے ثبوتوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ فوری کیس میں یہ ثابت ہوا ہے کہ اپیل کنندہ گلاب چند کو 27 اپریل 1979 کو پولیس نے حراست میں لیا تھا اور جب پولیس نے ملزم کی فراہم کردہ چابی کے ساتھ اس کے گھر کی تلاشی لی تو اس کے کمرے میں بنجو نامی ایک موسیقی کا آلہ ملا اور مذکورہ آلہ کے اندر سے پولیس نے سنہری تعویز (اشیاء 10)، جھمکوں کے دو جوڑے (اشیاء 11)، شری نگر دان (اشیاء 9)، چاندی کی چوڑیاں (اشیاء 7)، ایک پیتل کی بنگری (اشیاء 21) اور 1200 روپے کے کرنسی نوٹ ضبط کیے۔ اس معاملے میں یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ مذکورہ ملزم کی طرف سے دی گئی معلومات پر پولیس نے گواہ استغاثہ 12 سے چاندی کے کچھ زیورات ضبط کیے۔ بلرام نے جبل پور میں اپنی دکان سے اور یہ ثابت ہوا ہے کہ ملزم نے مذکورہ زیورات بلرام کو فروخت کیے اور مذکورہ زیورات فروخت کرنے کے ثبوت کے طور پر بلرام کے رکھے ہوئے رجسٹر میں دستخط کیے۔ یہ ٹھوس شواہد سے بھی ثابت ہوا ہے کہ مذکورہ زیورات متوفی کے تھے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ 29 مئی 1979 کو ایک شناختی پریڈ کا انعقاد کیا گیا تھا جس میں برآمد شدہ زیورات کی درگا پرساد اور دیگر گواہوں نے متوفی سے تعلق کے طور پر باضابطہ طور پر شناخت کی تھی۔ یہ سچ ہے کہ صرف چوری شدہ اشیاء کی بازیابی پر کوئی نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا کہ چوری شدہ اشیاء کا قبضہ رکھنے والا شخص قتلِ عمد اور ڈکیتی کے جرم کا مجرم ہے۔ لیکن مذکورہ بالا جرائم کے لیے قصوروار ہونے کا انحصار مقدمے کے حقائق اور حالات اور پیش کردہ شواہد کی نوعیت

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.14 13:52
I attest to the accuracy and
integrity of this document

پر ہو گا۔ سنتھان کرشنن بنام ریاست راجستھان، اے آئی آر (1956) ایس سی 54 میں اس عدالت کی طرف سے یہ اشارہ دیا گیا ہے کہ کوئی سخت اور تیز قاعدہ طے نہیں کیا جا سکتا کہ بعض حالات سے کیا نتیجہ اخذ کیا جانا چاہیے۔ یہ بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ جہاں ملزم کے خلاف صرف ثبوت جائیداد مسروقہوں کی بازیابی ہے، تب اگرچہ حالات اس بات کی نشاندہی کر سکتے ہیں کہ چوری اور قتلِ عمد ایک ہی وقت میں کیے گئے ہوں گے، لیکن یہ نتیجہ اخذ کرنا محفوظ نہیں ہے کہ جائیداد مسروقہ کے قبضے میں موجود شخص نے قتلِ عمد کیا تھا۔ اس عدالت کی طرف سے یہ اشارہ کرتے ہوئے احتیاط کا ایک نوٹ دیا گیا ہے کہ شکوک و شبہات کو ثبوت کی جگہ نہیں لینا چاہیے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عدالت عالیہ نے متنازعہ فیصلہ منظور کرتے ہوئے اس عدالت کے مذکورہ فیصلے کا نوٹس لیا ہے۔ لیکن جیسا کہ عدالت عالیہ نے صحیح طور پر اشارہ کیا ہے کہ مذکورہ فیصلہ موجودہ کیس کے حقائق اور حالات میں لاگو نہیں ہوتا ہے۔ عدالت عالیہ نے تلسی رام بنام ریاست، اے آئی آر (1954) ایس سی 1 میں پیش کیے گئے اس عدالت کے دوسرے فیصلے پر انحصار کیا ہے۔ مذکورہ فیصلے میں، اس عدالت نے اشارہ کیا ہے کہ اویڈنس ایکٹ کی دفعہ 114، مثال (a) کے تحت جس مفروضے کی اجازت دی گئی ہے اسے 'اہم وقت کے عنصر' کے ساتھ پڑھنا ہوگا۔ اگر متوفی کے قبضے میں موجود زیورات قتلِ عمد کے فوراً بعد کسی شخص کے قبضے میں پائے جاتے ہیں، تو جرم کے مفروضے کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ لیکن اگر وقفے میں کئی ماہ ختم ہو چکے ہوں، تو مقدمے کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے مفروضہ تیار کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ فوری معاملے میں یہ ثابت ہوا ہے کہ قتلِ عمد کے اگلے ہی دن ملزم گلاب چند نے متوفی کے کچھ زیورات فروخت کر دیے تھے اور 3 سے 4 دن کے اندر ملزم کے کہنے پر اس کے گھر سے مذکورہ چوری شدہ اشیاء کی بازیابی کر لی گئی۔ بازیابی کی اس طرح کی قربت، جسے اس عدالت نے ایک "اہم ٹائم فیکٹر" کے طور پر اشارہ کیا ہے، کو موجودہ کیس کا فیصلہ کرنے میں نظر انداز نہیں کیا جانا چاہیے۔ یہاں یہ اشارہ کیا جا سکتا ہے کہ ایر ابھاراپا بنام ریاست کرناٹک، [1983] 2 ایس سی سی 330 میں اس عدالت کے بعد کے فیصلے میں، اس عدالت نے فیصلہ دیا ہے کہ مفروضہ اور مثال (a) ایویڈنس ایکٹ کی دفعہ 114 کے تحت پیش کردہ ثبوت کی نوعیت پر منحصر ہونی چاہیے۔ اس بات کا تعین کرنے کے لیے کوئی مقررہ وقت کی حد مقرر نہیں کی جا سکتی کہ آیا قبضہ حالیہ ہے یا دوسری صورت میں اور ہر معاملے کا فیصلہ اس کے اپنے حقائق پر کیا جانا چاہیے۔ یہ سوال کہ جرم کے مفروضے کو درست ثابت کرنے کے لیے حالیہ قبضے کی مقدار کتنی ہے، اس کے مطابق مختلف ہوتی ہے کیونکہ چوری شدہ چیز ہاتھ سے ہاتھ تک آسانی سے منتقل ہونے کے لیے شمار کی جاتی ہے یا نہیں۔ اگر چوری شدہ اشیاء کے ایک دوسرے سے ہاتھ ملنے کا امکان نہ ہو تو گزرے ہوئے ایک سال

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.14 13:52
I attest to the accuracy and integrity of this document

کی مدت کو بہت طویل نہیں کہا جا سکتا، خاص طور پر جب اپیل کنندہ اس عرصے کے دوران مفرور تھا۔ ہمارے خیال میں، عدالت عالیہ کی طرف سے یہ درست فیصلہ دیا گیا ہے کہ ملزم مذکورہ زیورات رکھنے کے لیے اتنا امیر نہیں تھا اور اس معاملے میں پیش کیے گئے شواہد کی نوعیت اور اس کے قبضے سے مذکورہ اشیاء کی بازیابی اور قتلِ عمد اور ڈکیتی کے فوراً بعد متوفی کے زیورات کے ساتھ اس کے لین دین سے اپیل گزار کے خلاف مذکورہ جرم کے ارتکاب کا معقول اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اس دعوے کے علاوہ کہ زیورات ملزم کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے جس کا دعوی درست ہے کہ انہیں پھینک دیا گیا ہے، ملزم کی طرف سے قتلِ عمد کے فوراً بعد مذکورہ زیورات کے جائز قبضے کی کوئی معقول وضاحت نہیں دی گئی ہے۔ اس کیس کے حقائق میں، ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ قتلِ عمد اور ڈکیتی ایک ہی لین دین کے لازمی حصے ثابت ہوئے ہیں اور اس لیے دفعہ 114 ایویڈنس ایکٹ کی مثال (a) کے تحت پیدا ہونے والا مفروضہ یہ ہے کہ نہ صرف اپیل کنندہ نے متوفی کا قتلِ عمد کیا بلکہ اس کے زیورات کی ڈکیتی بھی کی۔ اس لیے ہمیں عدالت عالیہ کے متنازعہ فیصلے میں مداخلت کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی اور اسی کے مطابق یہ اپیل ناکام ہو جاتی ہے اور اسے خارج کر دیا جاتا ہے۔

اپیل گزار کو ضمانت پر رہا کر دیا گیا ہے۔ اسے سزا پانے کے لیے حراست میں لیا جانا چاہیے۔

اپیل خارج کر دی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.14 13:52
I attest to the accuracy and integrity of this document